روزنامہ

الفضل

THE DAILY
ALFAZL QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

دارالامان قادیان

یوم جمعہ

جلد ۲۹ | ۱۷ ماہ صلح ۱۳۲۰ ہش | ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۵۹ ھ | ۱۷ جنوری ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ عید الاضحیہ

اگر اولاد کی ترقی چاہتے ہو۔ تو اسے خدا کی راہ میں قربان کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۹۔ جنوری ۱۹۴۱ء

مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

یہ عید اس

قربانی کی یاد میں

منائی جاتی ہے۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی خوشنودی کے حصول اور دنیا کی ہدایت کے لئے پیش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ہدایت پر جمع کرنے کے لئے یہ انتظام فرمایا۔ کہ دنیا میں سے ایک مقام کو برگزیدہ کرے اور لوگوں کے لئے مثابۃ یعنی

جمع ہونے کی جگہ

بنا دے۔ اور اسے پاک وصاف اور عبادت کے لئے تیار رکھنے کے لئے حضرت ابراہیم ؑ کو حکم فرمایا۔ کہ اپنے بچہ کو مقرر کر دیں۔ کہ وہ اور اس کی آئندہ نسلیں اس مقام کو باہر سے آنے والوں نیز مکہ کے رہنے والوں کے لئے بھی عبادت کے قابل رکھیں۔ مگر یہ حکم اس رنگ میں دیا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ وہ

اپنے بچہ کو ذبح

کر رہے ہیں۔ اور آپ نے اس زمانہ کے رواج کے مطابق کہ تمام دنیا میں اس قسم کی قربانی رائج تھی۔ یہی سمجھا۔ کہ گویا انہیں اپنے بچہ کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور وہ اسے ظاہری شکل میں پورا کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اس رنگ میں اس لئے دیا۔ کہ تا حضرت ابراہیم ؑ کے ذریعہ اس رواج کا قلع قمع کیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ؑ اپنے اکلوتے بیٹے کو لے کر جنگل میں گئے اور اسے ذبح کرنے کے لئے زمین پر گرا دیا۔ مگر عین اس وقت الہام ہوا قد صدقت الرؤیا۔ کہ تو نے ظاہری طور پر بھی یہ بات پوری کر دی۔ اور باطنی طور پر بھی تو نے اس حقیقت کو پورا کر دیا۔ جو شخص چھری سے اپنے بچہ کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ وہ اسے جنگل میں چھوڑ آنے سے کبھی انکار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ نے اس رؤیا کے مطابق اپنے بچہ اور بیوی کو خانہ کعبہ کے مقام پر چھوڑ دیا۔ تا وہ

دین کی خدمت کے لئے

ایک مرکز تیار کریں۔ اور وہی مرکز اس وقت حج کا مقام ہے۔ جہاں تمام دنیا سے حاجی اکٹھے ہو کر پہنچتے ہیں۔ یہ دراصل اسی قربانی کی یاد ہے۔ کہ حضرت ابراہیم ؑ اپنے خدا کے حکم کے مطابق اپنے بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

حج کے موقعہ پر

سب مسلمان قربانی کر کے اس کی یاد کو تازہ کرتے ہیں۔ اور اسی کی نقل میں ہر جگہ مسلمان قربانی کرتے ہیں۔ اور اس طرح گویا یہ بتاتے ہیں۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی اور اپنی اولادوں کو قربان کرنے کو بالکل تیار ہیں۔ یہ عید ہمیں یاد دلاتی ہے۔ کہ

خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی

کے حصول کے لئے اپنی اور اپنی اولادوں کی قربانی ضروری ہے۔ جب بھی انبیاء دنیا میں آئے ہیں۔ ان کو معنوی طور پر یہ قربانی پیش کرنی پڑی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی سے انسان کی جسمانی قربانی تو بند ہو گئی۔ مگر نفوس کی قربانی کی بنیاد ڈال دی گئی۔ اور حق یہ ہے۔ کہ اس کے بغیر خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ناممکن ہے۔ ظاہری قربانی جو جانوروں کی باقی ہے۔ ان کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے یہاں تک فرما دیا ہے۔ کہ جو لوگ ظاہری رنگ میں جانور وغیرہ کی قربانی کرتے ہیں۔ ان کو اس امر پر خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ یہ خدا تعالیٰ کو پہنچتی ہے۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۵ صلح ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے حضور کو بخار سے تو افاقہ ہے۔ لیکن نقاہت ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں ؛

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت تا حال ناساز ہے۔ حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے بھی دُعا کریں ؛

حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ صحت کاملہ کے لئے دعا کی جائے ؛

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کی تعمیل میں کہ "الفضل" کی اشاعت بڑھائی جائے۔ اگر آپ نے ابھی تک کچھ نہیں کیا تو اب ضرور کیجئے۔

فرمایا لن ینال اللہ لحومها ولا دماءها ولکن ینالہ التقوی منکم۔ تمہارے ان

قربانی کے جانوروں کا گوشت یا خون

اللہ تعالےٰ کو نہیں پہونچتا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کو صرف وہ نیکی اور پاکیزگی پہونچتی ہے، جو تمہارے دلوں میں ہے۔ بہت سے لوگ بکرے۔ اونٹ۔ یا گائے کی قربانی کر کے یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ ہم نے اللہ تعالےٰ کو پا لیا مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ کوئی چیز نہیں خود ہی جانور ذبح کیا۔ اور خود ہی کھا لیا۔ اس سے خدا تعالےٰ کو کیا۔ یہ تو

تصویری زبان

ہے۔ جس کے معنی کچھ اور ہیں۔ مصوّر ہمیشہ تصویریں بناتے ہیں۔ کبھی وہ زنجیر بناتے ہیں۔ جس سے مراد قومی اتحاد ہوتا ہے کبھی وہ طلوع آفتاب کا نظارہ دکھاتے ہیں۔ مگر اس کا مطلب قومی ترقی ہوتا ہے، اسی طرح یہ ظاہری قربانی بھی ایک تصویری زبان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جانور ذبح کرنے والا اپنے نفس کی قربانی کے لئے تیار ہے، جو شخص قربانی کرتا ہے وہ گویا اس امر کا اظہار کرتا ہے۔ کہ میں خدا تعالےٰ کی راہ میں سب کچھ قربان کر دوں گا۔ اور جو شخص قربانی کا گوشت کھاتا ہے۔ وہ گویا یہ اقرار کرتا ہے کہ ہماری قوم کی قربانیاں میرے لئے اور ساری امت کے لئے سہولت پیدا کر دیں گی۔ جب عید کے روز کسی کے ہاں قربانی کا گوشت بطور تحفہ آتا ہے۔ تو یہ بکرے یا دنبے یا گائے کا گوشت نہیں ہوتا۔ بلکہ دراصل اس امر کا اظہار ہوتا ہے۔ کہ میرے بھائیوں کی قربانیاں جو وہ خدا تعالےٰ کی راہ میں کر رہے ہیں قبول ہوں گی۔ اور اسلام کی ترقی کا موجب ہوں گی۔ یہ گوشت گویا تصویری زبان میں

اسلام کی ترقی کا اقرار

ہوتا ہے، پس جو بات ہم تصویری زبان میں بیان کرتے ہیں، چاہیئے کہ عملاً بھی اسے پورا کریں۔ کیونکہ محض نقل جس کے ساتھ حقیقت نہ ہو عزت کا موجب نہیں ہو سکتی تھیٹر والوں کو شرفا کیوں ناپسند کرتے ہیں۔ تھیٹر میں جو نقال بادشاہ بنتے ہیں۔ شرفاء کے نزدیک ان کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ لیکن

حقیقی بادشاہ کی عزت

سب کرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے جب بادشاہ بننا موجب عزت ہے تو کیوں اس ایکٹر کی عزت نہیں کی جاتی۔ جو تھیٹر میں بادشاہ بنتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ تھیٹر والا محض نقل کرتا ہے۔ اور حقیقی بادشاہ جو کچھ کرتا ہے دُنیا کو فائدہ پہونچانے کے لئے کرتا ہے۔ تھیٹر میں بادشاہ بننے والا اگر عملی زندگی میں بھی اس کے لئے جدوجہد کرے۔ تو اسے بُرا نہیں سمجھا جائے گا لیکن محض

نقل کسی عزت کا مستحق نہیں بنا سکتی

اسی طرح جو شخص بکرے کی قربانی کے ساتھ اپنے نفس کی قربانی بھی کرتا ہے۔ وہ شرفا کے نزدیک قابل عزت و احترام ہے۔ لیکن جو صرف بکرے کی قربانی پر اکتفا کرتا ہے۔ وہ نقال اور بھانڈ ہے۔ اس لئے کسی عزت کا مستحق نہیں۔ جس طرح بھانڈ کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ اس کی بھی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جو شخص قربانی کا گوشت کھانے کو تو تیار ہو جاتا ہے۔ مگر

اسلام کی ترقی

کی خوشی میں شامل ہونے کو تیار نہیں۔ وہ بھی بھانڈوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ دراصل عمل ہی ہے جو انسان کو معزز بناتا ہے۔ محض نقالی کوئی چیز نہیں ؛

پس دوست

آج کے دن سے سبق

حاصل کریں۔ اور ہمیشہ اس قربانی کو مدنظر رکھیں۔ جو ابراہیم علیہ السلام کے مدنظر تھی۔ جو حضرت ہاجرہ کے مدنظر تھی۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم تو نبی تھے۔ عام انسان انبیاء جیسی قربانی کس طرح کر سکتے ہیں۔ مگر ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت ہاجرہ تو نبی نہ تھیں۔ مگر ان کی قربانی کتنی شاندار ہے۔ کیا ہی دردناک نظارہ ہے۔ حضرت ابراہیم اپنی

بیوی اور بچہ کو ایک جنگل میں

چھوڑ آتے ہیں۔ جہاں پچاس پچاس میل یا سو سو میل تک کوئی آبادی نہیں۔ پھر کوئی ساتھی بھی نہیں۔ کوئی سامان نہیں صرف ایک مشکیزہ پانی کا اور ایک تھیلی کھجوروں کی جو زیادہ سے زیادہ دو تین روز کے لئے کفایت کر سکتی ہے، ایسی بے کسی کی حالت میں چھوڑ کر حضرت ابراہیمؑ واپس ہوتے ہیں، تو حضرت ہاجرہ ان کا تعاقب کرتی ہیں۔ انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ حضرت ابراہیم ان کو چھوڑ کر جا رہے ہیں، اس لئے وہ پیچھے پیچھے چلتی ہیں۔ اور پوچھتی ہیں۔ کہ ابراہیم ہم کو کہاں چھوڑے جاتے ہو۔ یہاں نہ تو کوئی آبادی ہے۔ اور نہ ہمسایہ نہ کھانے پینے کی کوئی چیز ہے۔ وہ بار بار یہ سوال کرتی ہیں۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کوئی جواب نہیں دیتے۔ چونکہ ان کو

سخت صدمہ اور غم

تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر میں نے بات کی تو میرے آنسو جاری ہو جائیں گے۔ اور اس سے ان کو اور صدمہ ہوگا۔ اس لئے وہ جواب سے پہلو تہی کرتے رہے۔ آخر حضرت ہاجرہ نے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ کو اللہ تعالےٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں

حضرت ہاجرہ کی قربانی

دیکھو۔ ان کو اس امر میں صریح تباہی نظر آتی تھی، پھر ساتھ چھوٹا بچہ تھا۔ حفاظت کا کوئی سامان نہ تھا، دُور دُور تک کوئی آبادی نہ تھی۔ ایک مشکیزہ پانی اور ایک تھیلی کھجور کے سوا کھانے پینے کا بھی کوئی سامان پاس نہ تھا جو دو آدمیوں کے لئے زیادہ سے زیادہ دو تین روز تک کفایت کر سکتا ہے۔ یہ ایسے حالات ہیں کہ جن میں ایک

قوی سے قوی انسان

بھی ڈر جاتا ہے۔ لیکن جب حضرت ابراہیم نے جواب میں کہا۔ کہ میں خدا تعالےٰ کے حکم سے تمہیں یہاں چھوڑے جاتا ہوں۔ تو جانتے ہو۔ کہ حضرت ہاجرہ نے کیا جواب دیا۔ آپ فوراً پیچھے لوٹیں۔ اور کہا کہ اگر خدا کا حکم ہے۔ تو بے شک جایئے ہمیں کوئی پروا نہیں۔

ہمارا خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا

دیکھو کتنا زبردست ایمان اور عظیم الشان یقین ہے۔ حضرت ہاجرہ کا یہ ایمان اور یقین ہی تھا جس نے حضرت ابراہیمؑ کے ایمان اور یقین سے مل کر مکہ کو ایک آباد شہر بنا دیا۔ دنیا کی عورتوں میں اس کی مثالیں بہت کم مل سکتی ہیں۔ اول تو عورت ہوتی ہی کمزور دل کی ہے۔ لیکن اگر کسی سے کہا جائے۔ کہ آگ میں جل جاؤ۔ یا چھُری سے اپنے آپ کو ذبح کر لو۔ تو یہ نسبتاً آسان ہے۔ بجائے

جنگل میں بھوکا

مرنے کے۔ جہاں اور بھی خطرات ہوں۔

ممکن ہے۔ شیر یا کوئی چیتا آکر ہلاک کردے۔ یا پیاس سے تڑپنا پڑے اور بھوک سے مرنا ہو۔

پھر اس کے علاوہ ایک اور بات ہے اور وہ یہ کہ ماں اپنی موت قبول کر سکتی ہے۔ مگر اپنے بچہ کی ایسی

دردناک موت

کو برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ اس کا اکلوتا لڑکا پانی کے گھونٹ اور روٹی کے لقمہ کے لئے ایڑیاں رگڑ کر مر جائے۔ پھر حضرت ہاجرہ رض کے دل میں یہ وسوسہ بھی پیدا ہوتا ہوگا۔ کہ ممکن ہے۔ پہلے میں مر جاؤں۔ اور بچہ بعد میں تڑپ تڑپ کر جان دے۔ اس قسم کے خطرات کے باوجود ان کا اس قربانی کے لئے تیار ہو جانا ایسی ہمت کا کام ہے۔ جو ہمیشہ کے لئے یاد رکھے جانے کے قابل ہے۔ وہ ان سب صدمات کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گئیں۔ اور اپنی اور اپنے بچہ کی موت کے خوف کے باوجود اس دن کے انتظار کے لئے آمادہ ہو گئیں۔ جب اللہ تعالٰی نے مکہ کو ایک شہر بنا دے گا یہ قربانی ہمیں بتاتی ہے۔ کہ انسان

مومن کامل

اسی صورت میں بن سکتا ہے۔ جب وہ خدا تعالٰے کے سامنے اپنے آپ کو اس رنگ میں ڈال دے۔ کہ اسے کسی خطرہ کی پروا نہ ہو۔ بھوک اور پیاس کی تکلیف کا احساس مٹ جائے اور وہ دوستوں اور مددگاروں سے بالکل بے نیاز ہو جائے۔ یہ قربانی اپنے اندر

ہر قسم کی قربانی

رکھتی ہے۔ اس میں وطن کی قربانی بھی ہے رشتہ داروں اور دوستوں کی قربانی بھی ہے انسان چاہتا ہے۔ کہ وہ ڈر سے بچ جائے مگر اس قربانی میں اطمینان کی قربانی بھی شامل ہے۔ گویا آرام کی ساری صورتیں یہاں مفقود تھیں۔ ساتھی نہ تھے بے وطنی تھی۔ بھوک پیاس سے بچنے کے سامان نہ تھے۔ اطمینان کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود اللہ تعالٰے نے حضرت ہاجرہ رض کو توفیق دی۔ اور انہوں نے ان سب خطرات کو قبول کیا اور سمجھ لیا۔ کہ جب میں خدا تعالٰے کے لئے قربانی کرتی ہوں۔ تو وہ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

سب انبیاء کی جماعتوں کو

درجہ بدرجہ قربانی

کرنی پڑتی ہے۔ اس وقت جو لوگ یہاں بیٹھے ہیں۔ ان میں سے اکثر ہیں۔ جن کو اپنے وطن قربان کرنے پڑے۔ پھر اب تو قادیان میں حالات کچھ درست ہو گئے ہیں۔ اور کچھ تجارتیں چل نکلی ہیں۔ مگر جو لوگ ابتدائی زمانوں میں یہاں آئے۔ ان کے گزارہ کی یہاں کوئی صورت نہ تھی۔

حضرت خلیفۃ اوّل رض

کو اللہ تعالٰے نے ایک اعلٰے درجہ کی ملازمت عطا فرمائی تھی۔ وہ چھوڑی۔ تو آپ نے اپنے وطن میں پریکٹس شروع کی۔ وہاں آپ کی بہت شہرت تھی۔ آپ کا وطن بھیرہ سرگودہا کے ضلع میں ہے۔ جہاں بڑے بڑے زمیندار ہیں۔ اور ان میں سے اکثر آپ کے بڑے معتقد تھے۔ پس وہاں کام چلنے کا خوب امکان تھا۔ لیکن آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنے قادیان آئے۔ چند روز بعد جب واپسی کا ارادہ کیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا۔ کہ دنیا کا آپ بہت کچھ دیکھ چکے ہیں۔ اب یہیں آبیٹھئے۔ آپ نے اس ارشاد پر ایسا عمل کیا۔ کہ خود سامان لینے بھی واپس نہیں گئے۔ بلکہ دوسرے آدمی کو بھیج کر سامان منگوایا۔ اس زمانہ میں یہاں پریکٹس چلنے کی کوئی امید ہی نہ تھی۔ بلکہ یہاں تو ایک پیسہ دینے کی حیثیت والا بھی کوئی نہ تھا۔ مگر آپ نے کسی بات کی پروا نہیں کی۔ پھر بھی آپ کی شہرت ایسی تھی۔ کہ باہر سے مریض آپ کے پاس پہونچ جاتے تھے۔ اور اس طرح کوئی نہ کوئی صورت آمد کی پیدا ہو جاتی تھی۔ مگر

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی قربانی

ایسے رنگ کی تھی۔ کہ کوئی آمد کا احتمال بھی نہ تھا۔ نہ کہیں سے کسی فیس کی امید تھی۔ نہ کوئی تنخواہ تھی۔ اور نہ وظیفہ۔ کسی طرف سے کسی آمد کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ مگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سیکرٹری کے طور پر کام کرتے تھے۔ اس وقت جتنے کام تمام محکمے کر رہے ہیں۔ یہ سب وہ اکیلے کرتے تھے۔ حالانکہ گزارہ کی کوئی صورت نہ تھی۔ اور یہ بھی وادی غیر ذی زرع ہیں

جان قربان کرنے والی بات

ہے۔ اور بھی کئی ایسے لوگ ہیں۔ اب تو یہاں بعض ملازمتیں نکل آئی ہیں۔ اور صنعت و حرفت کے بعض کام بھی چل پڑے ہیں۔ تجارت بھی کچھ نہ کچھ ہونے لگی ہے۔ گو لاہور۔ امرتسر وغیرہ بڑے شہروں کی طرح تو نہیں مگر پھر بھی گزارہ کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ لیکن ابتدا میں ان چیزوں میں سے کچھ بھی یہاں نہ تھا۔ اور اب بھی دوست اگر اپنی قربانیاں جاری رکھیں۔ تو موجودہ حالت بھی ترقی کے لئے بیج بن جائے گی۔ یہ اللہ تعالٰے کی سنت ہے۔ کہ وہ ہر قربانی کو جو انسان کرتا ہے

آئندہ ترقیات کے لئے بیج

کی حیثیت دے دیتا ہے۔ کئی لوگوں کی قربانیوں کی مثال بوڑھے درخت کی ہوتی ہے۔ جو صرف اپنے آپ کو ہی فائدہ پہونچاتے ہیں۔ کئی ایک کی مثال جوان پھلدار درخت کی ہوتی ہے۔ جو کچھ نہ کچھ فائدہ دنیا کو بھی پہونچاتے ہیں۔ مگر کسی ایک کی مثال اس بیج کی سی ہوتی ہے جس میں سے سو سو۔ دو دو سو دانے پیدا ہو سکتے ہیں۔ ایسی ہی قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کی طرح کی ہوتی ہے۔ اور کوئی انسان جتنی اس قسم کی قربانی کرتا ہے۔ اتنا ہی اللہ تعالٰے اس میں

نشوونما کی طاقت

کو بڑھا دیتا ہے۔ حضرت ابراہیم ؑ نے جب قربانی کی۔ تو اللہ تعالٰے نے کہا کہ آسمان کی طرف دیکھ۔ جس طرح آسمان پر ستارے بے شمار ہیں۔ اسی طرح دنیا میں تیری نسل بھی بے شمار ہوگی۔ آج دنیا میں جدھر جاؤ۔

حضرت ابراہیم ؑ کی نسل

نظر آتی ہے۔ کروڑوں یہودی ہیں۔ پھر سید بھی چالیس پچاس لاکھ ہوں گے کروڑ دو کروڑ کے قریب قریشی ہیں۔ اور اس طرح تمام دنیا کی قریباً پانچ فیصدی آبادی ابراہیمی نسل سے ہے اللہ تعالٰے نے آپ کی نسل کو اس قدر صرف اس لئے بڑھایا۔ کہ وہ اپنے آپ کو نیز اپنی اولاد کو اللہ تعالٰے کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ اور حضرت ابراہیم ؑ کی یہ قربانی ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے کہ

اولاد قربان کرنے سے نسل بڑھتی ہے

اور اگر کوئی چاہتا ہے۔ کہ اس کی نسل بڑھے۔ اور پھیلے۔ اور اسے اور اس کی نسلوں کو عزت ملے۔ تو اس کا طریق یہ ہے۔ کہ اپنی اولاد کو دین کی راہ میں قربان کردے۔ یہ ایک ایسا گر ہے۔ کہ ہمارے دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اگر وہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کی نسلیں دنیا پر چھا جائیں اور ہزاروں سال تک ان کا نام عزت کے ساتھ زندہ رہے۔ تو وہ

اسوۂ ابراہیمی پر عمل پیرا

ہوں۔ حضرت ابراہیم ؑ کیا تھے۔ ایک معمولی رئیس تھے۔ جن کے پاس شائد چار پانچ سو بکریاں ہوں گی۔ سو دو سو اونٹ ہوں گے جو آج ہزاروں لوگوں کے پاس ہیں۔ مگر ان کا کسی کو علم بھی نہیں ہوتا۔ لیکن حضرت ابراہیم ؑ کی یاد ساری دنیا میں قائم ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالٰے نے ان کی نسل کو وسعت دی۔ اور اب تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ دے کر ان کی روحانی اولاد بھی بہت سی بنا دی ہے۔ اور اس طرح اور بھی عزت قائم کر دی۔

آج یہ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی یہودی حضرت ابراہیمؑ کے لئے گالی برداشت کرے۔ مگر کوئی مسلمان یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ یہودی آپ کی ذریت سے ہیں۔ مگر کوئی یہودی آپ کے لئے روزانہ دعا نہیں کرتا ہوگا۔ لیکن مسلمان دن میں پانچ وقت

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم کہتا ہے۔ اور اس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ کے لئے بھی دعا کرتا ہے۔ یہ برکت حضرت ابراہیم کو اس قربانی کی وجہ سے ملی۔ اور یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ حضرت ابراہیم کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا کوئی رشتہ نہ تھا۔ جو ان کو اتنی برکت دے دی۔ ہر شخص جو آپ کے نقش قدم پر چلے۔ اور اپنے نفس اور اپنی اولاد کو

خدا تعالےٰ کی راہ میں قربان

کر دے۔ ان برکات سے حصہ پا سکتا ہے جو اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کو عطا کیں؛

پس اس عید سے یہ سبق سیکھا جائے۔ تو یہ ہمارے لئے خوشی کا موجب ہو سکتی ہے۔ ورنہ یہ ہمارے لئے خوشی کا نہیں بلکہ ملامت کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایسا انتظام کیا ہے۔ کہ ہر سال یہ عید آکر ہمیں اپنے فرض منصبی کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ مگر ہم پھر بھول جاتے ہیں۔ پس دوستوں کو یہ سبق اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے کہ حضرت ابراہیم کے نقش قدم پر چلیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ میں اسی پر خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔

آج بعض دوستوں کی طرف سے تحریک کی گئی تھی۔ کہ اعلان کر دیا جائے۔ کہ سب لوگ خطبہ کے لئے بیٹھے رہیں۔

کوئی خطبہ ختم ہونے سے پہلے نہ جائے

مگر میں نے اس سے روک دیا۔ کیونکہ قربانی کے لئے یا اور اشد ضرورتوں کے لئے چلے جانا جائز ہے۔ مگر میں نے دیکھا ہے کہ قریباً سب لوگ آپ ہی آپ بیٹھے رہے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے آواز ہر جگہ آسانی سے پہونچ رہی ہے۔ یا شاید اللہ تعالےٰ نے ہی ان کے دل میں یہ بات ڈال دی۔ کہ سب کے سب بیٹھ کر خطبہ سنیں۔

اسی طرح مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھے لکھا تھا۔ کہ جو روزہ اس عید کے موقعہ پر رکھا جاتا ہے۔ وہ سنت نہیں اس کا اعلان کر دیا جائے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق ثابت ہے۔ کہ آپ صحت کی حالت میں

قربانی کر کے دکھاتے

تھے۔ تاہم یہ کوئی ایسا روزہ نہیں۔ کہ کوئی نہ رکھے تو گنہگار ہو جائے۔ یہ کوئی فرض نہیں بلکہ نفلی روزہ ہے۔ اور مستحب ہے۔ جو رکھ سکتا ہو رکھے۔ مگر جو بیمار بوڑھا یا دوسرا ابھی نہ رکھ سکے وہ مکلف نہیں۔ اور نہ رکھنے سے گنہگار نہیں ہوگا۔ مگر یہ بالکل بے حقیقت بھی نہیں۔ جیسا کہ مولوی بقاپوری صاحب نے لکھا ہے+ میں نے صحت کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس پر عمل کرتے دیکھا ہے+ پھر مسلمانوں میں یہ کثرت سے رائج ہے۔ اور یہ یونہی نہیں بنا لیا گیا۔ بلکہ مستحب نفل ہے جس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا تعامل رہا اور جس پر عمل کرنے والا ثواب پاتا ہے مگر جو نہ کر سکے اسے گناہ نہیں۔

اس کے بعد میں

دُعا

کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس عید کو ہمارے لئے حقیقی عید بنائے۔ اور اسے اسلامی ترقیات کا موجب کرے۔ ہم میں باہمی محبت اور الفت پیدا کرے۔ اور مخالفتوں بغض وعناد اور عداوتوں کو دور کر دے۔ اور سب کے دلوں میں حقیقی ہمدردی اور محبت۔ پیار پیدا کرے۔ ہماری سستیوں اور کوتاہیوں کو دور کر کے محنت کی عادت ڈالدے۔ تا ہم دنیا میں کار آمد اور مفید وجود بن سکیں۔ نکمے ذلیل اور ناکارہ نہ ہوں۔ آمین

فتاویٰ احمدیہ

الاستفتاء: میں نے غصہ میں اپنی بیوی کو ایک دم طلاق مثلثہ دی ہے۔ ہم میاں بیوی تعلق زوجیت قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ کیا میری بیوی پر طلاق ہو گئی یا ہم رجوع کر سکتے ہیں۔ ہم حنفی المذہب ہیں۔

الجواب: حنفی لوگ ایک وقت کی دی ہوئی تین طلاقوں کو طلاق مثلثہ اور طلاق مغلظ قرار دیتے ہیں۔ جس کے بعد رجوع تو در کنار نیا نکاح بھی اس وقت تک جائز نہیں ہوتا جب تک عدت گزرنے کے بعد وہ عورت کسی اور مرد سے اتفاقاً نکاح کرے اور پھر قضاءً وہ شخص فوت ہو جائے۔ یا طلاق دیدے یا عورت خلع کر آئے۔ عدت طلاق یا خلع گزارنے کے بعد پھر یہ اس پہلے خاوند سے جس نے کہ ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دی تھیں نکاح کر سکتی ہے۔ اس سے پہلے نہیں کر سکتی۔

لیکن باوجود اس کے کہ میں خود پہلے بھی اور اب بھی حنفی المذہب ہوں جس سلسلہ میں داخل ہوں (احمدیت) وہ بھی حنفی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ رح کے اس ارشاد پر۔

اذا صح الحدیث فھو مذھبی

کہ جب حدیث درست ثابت ہو جائے۔ تو وہی میرا مذہب ہے۔ اور اترکوا قولی بقول صحابی کہ میرا قول صحابی کے قول کے ہوتے ہوئے ترک کر دو۔ پر عمل کرتا ہوں۔ اور صحیح حدیث میں آتا ہے۔ کہ

وعن روی طاوس عن ابن عباس قال کان الطلاق علیٰ عھد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وابی بکر وسنتین من خلافۃ عمرؓ طلاق الثلاث واحدۃ۔ نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۱۵۳۔ ترجمہ ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم وابوبکر رضؓ وعمر رضؓ کے زمانہ کے دو سال تک تین طلاقیں ایک طلاق کا حکم رکھتی تھیں اور بہر حالی ان تین طلاقوں کو جو ایک وقت ہی دی جاتی ہیں۔ اس سے رجوع کا حکم دیا ہے۔ اور اس کے بعد بتایا ہے۔ کہ اگر طلاق دینی ہو تو پھر ایک طہر میں دو جب عورت حیض سے پاک ہو جائے۔ اور اس طہر میں مجامعت بھی نہ کی گئی ہو۔ ایک طلاق دے دو پھر دوسرا طہر جب آئے اور اس میں بھی مجامعت نہ کی گئی ہو۔ تو دوسری طلاق دیدو اسی طرح تیسری طلاق دو اب تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ یہ مسنون طلاق ہے اور حضرت عمر رضؓ نے اس مسنون طلاق کے جاری کرنے کے واسطے لوگوں کو یہ دھمکی دی تھی کہ اگر تم خلاف سنت ایک وقت میں تین طلاقیں دینے سے باز نہ آؤ گے تو پھر ہم سزا کے طور پر ایک وقت کی تین طلاقوں کو کہ جن کو (حدیث مذکورہ نے صاف بتلا دیا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو ایک رجعی طلاق قرار دیا ہے۔ تین ہی طلاقیں قرار دینگے)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عمر رضؓ جو ہماری طرح اس بات کے مکلف تھے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کریں۔ بلکہ ہم سے بڑھ کر اس کی تعمیل کرتے۔ وہ کس طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو جانتے ہوئے کہ آپ نے ایک وقت کی تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دے کر رجوع کا حکم دیا ہے۔ پھر اس کے صراحتاً خلاف حکم دیدیتے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو ایک وقت تین طلاقوں کو ایک رجعی طلاق قرار دیا ہے۔ مگر میں تین طلاقیں قرار دیتا ہوں۔ اور اگر وہ ایسا کرتے تو وہ صحابہ جو صرف نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو شارع ہی سمجھتے تھے اور دوسرے کسی کو خواہ وہ خلیفہ ہی کیوں نہ ہو۔ شارع نہیں سمجھتے تھے اور نہ کسی کو یہ اختیار دیتے تھے کہ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کو منسوخ کر سکے۔ کس طرح برداشت کر سکتے تھے۔ پس حق یہی ہے کہ شرعی حکم یہی ہے۔ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ اور حضرت عمر رضؓ نے نہ اس حکم کو منسوخ کیا۔ اور نہ ان کو یہ اختیار تھا۔ اور نہ کسی مسلمان کیلئے یہ گنجائش ہے۔ کہ حضرت عمر رضؓ کے اس قول کو حجت قرار دے کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو منسوخ قرار دے اور حضرت عمر رضؓ کے قول کو شرعی حکم سمجھے۔ پس میرا فتویٰ یہی ہے کہ ایک وقت میں تین طلاقیں ۴۴

۴۴ دینے سے تین طلاقیں نہیں بنتیں۔ بلکہ یہ ایک رجعی طلاق ہوتی ہے۔ جس کے بعد بہر حال رجوع کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ نے وہ عورت رکھنی ہے تو رجوع ہو گیا۔ اور اگر نہیں رکھنی تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایسے تین طہروں میں کہ جنمیں صحبت نہ کی گئی ہو۔ تین طلاقیں الگ الگ دیں۔

نوٹ۔ رجوع عدت کے اندر ہی ہو سکتا ہے عدت گزرنے کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا بلکہ نئے سرے سے نکاح پڑھا جاتا ہے

محمد سرور شاہ مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

لیڈرانِ احرار میں باہمی کشمکش

مجلس احرار کو کانگرس میں مدغم کر دینے کے اعلان کے بعد چونکہ احرار پر ہر طرف سے لعنت و ملامت کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ اور انہیں قومی اور ملی غدار قرار دیا گیا۔ اس لئے انہوں نے حواس باختہ ہو کر آپس میں دست و گریبان ہونا شروع کر دیا۔ اور سہانت سہانت کی بولیاں بولنے لگے۔ کوئی احراری جسے لیڈری کا دعوے ہو ایسا نہیں ہو گا جس نے اس موقعہ پر کوئی نہ کوئی راگ نہ الاپا ہو۔ ذیل میں ان کے بیانات کے ضروری اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ناظرین اندازہ کر سکیں کہ ان لوگوں کی اپنی ذہنیتیں کیسی ہیں۔ اور یہ مجلس احرار کس قسم کے مخالف عناصر کے مجموعہ کا نام ہے

گو کھچڑی تو عرصہ سے پک رہی تھی لیکن ابھی حال میں مولوی داؤد صاحب غزنوی نے اعلان کیا۔ کہ "جن لیڈروں نے آج سے دس سال قبل مجلس احرار کی بنیاد رکھی تھی۔ ان میں سے اکثر نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ کانگرس میں شامل ہو کر سول نافرمانی کریں۔ میں نے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی سے مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا ہے۔ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اس پر صاد کر دیا ہے" (انقلاب ۳ جنوری)، تو اس کے بعد میر عبد القیوم صاحب وکیل لائلپور ممبر احرار ورکنگ کمیٹی نے یہانتک لکھ دینا ضروری سمجھا۔ کہ "ہماری سیاسیات میں فرقہ وار قوم پرست جماعتوں کا وجود اب بالکل بیکار ہو گیا ہے۔ سکھوں میں اکالیوں نے اور مسلمانوں میں احرار نے گذشتہ چند سال جو کچھ کام کیا ہے۔ اس کی کامیابی مشتبہ ہے۔ اس قسم کی جماعتوں کا وجود ہی تضاد کا مظہر ہے کیونکہ کوئی جماعت بیک وقت فرقہ پرست اور قوم پرست نہیں ہو سکتی" (انقلاب ۳ جنوری)، گویا نہ صرف سرکردہ احرار نے بلکہ مجلس احرار کے بانیوں نے ضروری سمجھا۔ کہ اس مجلس کا کلیتہً خاتمہ کر دیں۔ لیکن وہ لوگ جو ابھی نئے نئے مجلس احرار پر قابض ہوئے ہیں انہوں نے اسے اپنے مفاد کے خلاف سمجھا۔ اور وہ خلاف شور مچانے لگ گئے۔ چنانچہ ایک صاحب مردار محمد شفیع نے جو ڈکٹیٹر آل انڈیا مجلس احرار بیان کئے جاتے ہیں ایک اعلان میں لکھا۔ "فرنٹیر سے واپسی پر میں نے اخبارات میں مولانا داؤد غزنوی کا وہ بیان پڑھا جو انہوں نے کانگرس میں اپنی اور دوسرے احرار لیڈروں کی شمولیت کے سلسلہ میں شائع کیا ہے۔ میں نے اس بارہ میں مولانا داؤد غزنوی سے بات چیت کی۔ انہوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ ان کا فیصلہ ذاتی حیثیت رکھتا ہے۔ مجلس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ میں مجلس احرار کے ورکرز کی آگاہی کے لئے اعلان کرتا ہوں کہ مجلس احرار کا ستیہ گرہ کانگرس کی تحریک سے آزاد ہے۔ کانگرس صرف آزادیٔ تقریر کے لئے ستیہ گرہ کر رہی ہے۔ لیکن ہم آزادیٔ ممالک اسلامیہ۔ آزادیٔ ہند اور وزیرستان کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ مولانا داؤد غزنوی نے وعدہ کیا ہے کہ وہ بہت جلد مفصل اعلان جاری کریں گے" (پرتاب ۳ جنوری)،

گویا احرار اسوقت تک ستیہ گرہ بند نہ کریں گے جب تک تمام اسلامی ممالک آزاد نہ ہو جائیں۔ ہندوستان آزاد نہ ہو جائے اور وزیرستان کو آزادی نہ مل جائے۔

اس کے بعد صاحبزادہ فیض الحسن صاحب کی باری آئی۔ جو مجلس احرار اسلام ہند کے پریذیڈنٹ ہیں۔ انہوں نے کہا "اخباروں میں مولانا داؤد غزنوی کے نام سے جو بیان نکلا ہے۔ کہ احرار پارٹی کانگرس کے ساتھ شامل ہو گئی ہے بالکل غلط ہے۔ جہانتک احراریوں کی انفرادی حیثیت کا تعلق ہے انہیں کانگرس کا ممبر بننے کی کھلی اجازت ہے مگر جہانتک احرار پارٹی کا تعلق ہے۔ کوئی فیصلہ نہیں ہوا" (ہندو ۴ جنوری)،

مسٹر بشیر احمد صاحب منٹو فرماتے ہیں۔ "اس حقیقت سے غالباً کسی کو بھی انکار نہ ہو گا کہ مسلمانوں میں مجلس احرار ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جس نے ہمیشہ کانگرس اور ملک کی تحریک آزادی کے ساتھ ہمدردانہ رویہ رکھا۔ مگر وہ وقت بھی آیا۔ جبکہ کئی موقعوں پر وہ کانگرس کے مقابلہ پر کھڑی ہو گئی۔ اب جب کہ مجلس احرار کے مقتدر لیڈروں نے کانگرس میں شامل ہونے کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ میں ان سے اپیل کروں گا۔ کہ وہ سیاسی حیثیت سے مجلس احرار کا خاتمہ کر دیں۔ کیونکہ ملک کا مفاد اسی کا تقاضا کرتا ہے۔ مجلس احرار کو بدستور قائم رکھنے کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ انہیں ابھی کانگرس پر اعتماد نہیں۔ . . . . خدا کرے کہ جو قدم مجلس احرار کانگرس کی طرف اٹھانا چاہتی ہے وہ پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ اٹھائے" (ملاپ ۴ جنوری)

ان سب سے زیادہ دلچسپ بیان چوہدری افضل حق صاحب کا ہے۔ جو کسی زمانہ میں مجلس احرار کے ہٹلر سمجھے جاتے تھے۔ اور جو سراس فتنہ کے روحِ رواں ہوتے جو احرار بر پا کرتے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"بہت سے دوست انتہائی حیرانی کے ساتھ مولینا داؤد غزنوی کے بیان کے متعلق مجھ سے استفسار کرتے ہیں۔ جس چیز کا وہ اظہار کر رہے ہیں۔ میں بھی اس میں ان کے ساتھ شریک ہوں۔ بعض تیز طبیعت احباب یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ بیان میرا ہے۔ میں سب کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اس بیان میں مجھ سے مشورہ نہیں کیا گیا۔ مولانا داؤد غزنوی اور مولانا حبیب الرحمٰن نے حال ہی میں جو متفقہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ سول نافرمانی مجلس احرار کے پلیٹ فارم پر ہونی چاہیئے میں اس کے خلاف کیسے جا سکتا ہوں۔ اور اس حالت میں کہ وہ فیصلہ پندرہ مقتدر احرار لیڈروں کی موجودگی میں کیا گیا تھا۔ پھر یہ سب سے زیادہ حیرت انگیز بات ہے کہ اتنی جلد بازی کا کام جو مجلس احرار کے بنیادی اصولوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ایک دو لیڈروں کی رائے سے کیسے اٹھایا جا سکتا ہے اگر ضرورت ہو تو مجلس احرار کے لیڈروں اور ورکروں کے جیل سے باہر آنے پر ہی اس معاملہ پر غور کیا جا سکتا ہے۔ اس معاملہ میں جلد بازی نہ صرف مجلس احرار کے لئے بلکہ خود کانگرس کے لئے درجہ نقصان دہ ہے۔

عین طوفان میں گھوڑے کی باگ کو واپس موڑنے کے علاوہ اس بیان میں جو زبان استعمال کی گئی ہے۔ اور جن جذبات کا اظہار کیا گیا ہے مجھے اس سے بھی اتفاق نہیں" (زمزم ۷ جنوری)

اس کے جواب میں مولوی داؤد صاحب غزنوی نے جو کچھ کہا۔ اس کے ضروری اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔ "چوہدری افضل حق صاحب نے بغیر سوچے سمجھے بیان دیا ہے۔ اچھا ہوتا اگر وہ بیان نہ دیتے احرار لیڈروں کی میٹنگ کے فیصلہ کا آخری حصہ تو چوہدری صاحب نے لکھ دیا۔ لیکن پہلے حصے کا جس پر تمام دن بحث ہوتی رہی ذکر تک نہیں کیا یہ چوہدری صاحب جیسی پوزیشن کے آدمی کے لئے کسی حالت میں جائز نہ تھا۔ . . . . . . اس مرحلہ پر پہونچ کر ہم محسوس کرتے ہیں۔ کہ چوہدری صاحب اور ان کے رفیقوں کو کانگرس کے قریب لانے میں ہماری کوششیں بے سود ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ اور ہم اپنے لئے جو صحیح راہ سمجھتے ہیں اسے اختیار کریں اس سالہا سال کی بحث کو اب ختم کر دینا چاہیئے۔ اور اب ہمیں اپنی سیاسی سرگرمیوں کو صرف کانگرس کے ساتھ وابستہ کر دینا چاہیئے اب ہم نے مجلس احرار کو چھوڑ دیا ہے۔ اور کانگرس میں شامل ہو گئے ہیں" (ملاپ ۶ جنوری)

اسی سلسلہ میں قادیان کے احرار کے امیر ملا عنایت اللہ صاحب کی سنئے لکھا ہے۔ "قادیان کے احراری کانگرس کی ستیہ گرہ سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے۔ مقامی احراریوں نے لاہور کے احراری لیڈروں کے احکام ماننے سے انکار کر دیا ہے" (انقلاب ۹ جنوری)

مولوی عطاء اللہ صاحب کی بھی سنئے فرماتے ہیں "بطور جماعت کانگرس میں شامل ہونے کا فیصلہ کرنے کا حق صرف مجلس ہی کو ہے۔ مولینا داؤد غزنوی نے اپنا بیان نہ ہی میرے مشورہ سے اور نہ ہی مجھے دکھا کر دیا میرا ہنوز ستیہ آگرہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں" (دیر بھارت ۱۰ جنوری)

مسٹر احمد الدین صاحب جنرل سیکرٹری ینگ احرار نے بیان کیا۔ کہ "مولانا داؤد غزنوی نے کانگرس میں شمولیت کے متعلق جو بیان دیا ہے۔ اس کی ہر نوجوان احراری حمایت کرتا ہے۔ اس وقت احرار کو کانگرس کے ساتھ چل کر کام کرنا چاہیئے" (ملاپ ۱۰ جنوری)

یہ ہے وہ مجلس احرار جو سات کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندہ مجلس کہلاتی ہے

نواب خان صاحب مرحوم

ازحضرت مولوی شیر علی صاحب

کچھ دن ہوئے اخبار الفضل میں نواب خان صاحب باشندہ ضلع کیمبل پور کی وفات کی خبر شائع ہوئی تھی۔ میں مرحوم کو اس بات کا مستحق سمجھتا ہوں۔ کہ کسی قدر وضاحت سے ان کا ذکر اخبار میں بطور ان کی یادگار درج کیا جائے۔

مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک مخلص صحابی تھے۔ سلسلہ اور مرکز سلسلہ قادیان سے ازحد محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ باوجود اپنی غربت اور افلاس کے اخلاص کے ساتھ سال میں ایک دفعہ اور بعض اوقات دو دفعہ ضرور قادیان آتے تھے۔ اپنے دور دراز وطن سے اکثر پیدل ہی قادیان آتے۔ اور پیدل ہی اپنے وطن واپس جاتے تھے۔ کئی دفعہ اپنے بچوں کو بھی ہمراہ لاتے۔ تاکہ اپنے ساتھ اپنے بچوں کو بھی قادیان کی مقدس بستی اور سلسلہ کے ساتھ اخلاص میں ثابت قدم رکھیں۔ مخالفوں میں بھی صداقت کا اظہار کرنے سے کبھی نہ چوکتے تھے۔ ان کے لڑکے نے اطلاع دی ہے۔ کہ انہوں نے وفات کے وقت نزع کی حالت میں بھری مجلس میں جو کہ غیر احمدیوں کی تھی۔ فرمایا۔ کہ "تم سب گواہ رہو کہ میں احمدی ہوں"۔ یہ ان کے آخری الفاظ تھے۔

قادیان اور بیرونجات کے بہت سے احباب ان سے واقف ہوں گے وفات سے چند روز قبل بیماری کی حالت میں قادیان آئے تھے۔ افاقہ ہونے پر قادیان سے واپس جاتے ہی فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب ان کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ نئی نسلیں جب تک اس دین اور اُن اصول کی حامی نہ ہوں۔ جن کو خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کے نبی اور مامور دنیا میں قائم کرتے ہیں۔ اسوقت تک اس سلسلہ کی ترقی کی طرف کبھی بھی صحیح معنوں میں قدم نہیں اٹھ سکتا...... وہ اصلاح صرف اسی رنگ میں ہو سکتی ہے۔ کہ نوجوانوں کو اس امر کی تلقین کی جائے کہ وہ اپنے اندر ایسی روح پیدا کریں۔ کہ اسلام اور احمدیت کا حقیقی مغز انہیں میسر آجائے"۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس غرض کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ کو قائم فرمایا ہے۔ اگر خدام رکن بننے کے بعد اس غرض کے حصول کے لئے کوشاں نہیں تو ان کی شمولیت بیفائدہ ہے۔ پس خدام الاحمدیہ کے پروگرام پر صحیح طور پر عمل کر کے اسلام اور احمدیت کے حقیقی مغز کو حاصل کریں۔

خاکسار خلیل احمد جنرل سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ

الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے اپیل پر لبیک کہنے والی پہلی جماعت

سب سے پہلی جماعت جس نے جماعتی طور پر "الفضل" کی خریداری ضروری سمجھی ہے۔ شیخ وال تحصیل نکودر کی ہے۔ چنانچہ علی محمد صاحب سکرٹری جماعت مذکور لکھتے ہیں"۔ یہاں کے دوستوں نے مل کر فیصلہ کیا ہے۔ کہ اخبار "الفضل" جاری کرایا جائے۔ اور اس کے لئے چندہ روپیہ چندہ جمع کیا گیا۔ مہربانی فرما کر فی الفور اخبار جاری کر دیا جائے"۔

دوسری چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کو بھی چاہئے۔ کہ اگر انفرادی طور پر نہیں تو جماعتی رنگ میں ہی الفضل جاری کرائیں۔

(منیجر)

دیہاتی جماعتوں میں سکول جاری کرنے کی سکیم

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ایسے دیہات میں جہاں احمدیوں کی کافی تعداد ہو۔ اور جو اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے ایسے سکول کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ جن میں ان کے بچے علم بھی حاصل کریں۔ زراعت کا کام بھی سیکھ سکیں بلکہ مناسب دستکاری کی تعلیم بھی حاصل کر سکیں۔ دو سال سے ایک سکیم تجویز فرما چکے ہیں۔ جس کے لئے چند نوجوانوں کو "دیہاتی مدرسین" کی ٹریننگ دی جا رہی تھی۔ اب یہ نوجوان فارغ ہو رہے ہیں۔ جو احباب یا جماعتیں اپنے ہاں اس قسم کا سکول کھلوانا چاہیں۔ وہ اپنی درخواستیں فوراً ارسال فرما دیں شرائط حسب ذیل ہیں۔

(۱) ایسے دوست یا جماعتیں کم از کم آٹھ گھماؤں زمین تحریک جدید صیغہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہبہ کر دیں۔ تا مدرس اس زمین سے اپنے گزارہ کی صورت پیدا کر سکے۔ اور اس کے لئے کسی ماہوار رقم کے مقرر کرنے کی ضرورت نہ رہے۔

(۲) اگر کوئی جماعت ایسی ہو جو ایسے مدرسہ کی ضرورت کو توشدت سے محسوس کرتی ہو۔ لیکن مندرجہ بالا شرط کی تعمیل نہ کر سکتی ہو۔ تو جس قدر وُہ زمین دے سکے اس سے اطلاع دے۔ اس صورت میں اگر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے منظوری عطا فرمائی تو سکول جاری کیا جا سکے گا۔ ورنہ کسی دوسرے موقعہ پر اس کا خیال رکھا جائیگا۔

انچارج تحریک جدید

مجلس خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع

تمام مجالس کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ امسال خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع انشاء اللہ ۶-۷ ماہ تبلیغ (فروری) ۱۳۲۰ ہش بروز جمعرات و جمعہ ہو گا۔ تمام مجالس کو پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ تمام اراکین اس اجتماع میں شامل ہو کر تحریک خدام الاحمدیہ کے ساتھ اپنی دلچسپی کا ثبوت دیں۔ قائدین کرام تمام اراکین کو فرداً فرداً تحریک کریں۔ تاکہ بروقت شمولیت میں دقت پیش نہ آئے۔

خلیل احمد ناصر جنرل سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ

لاوارث سوٹ کیس

۳۰ دسمبر کو امرتسر کے سٹیشن سے ایک لاوارث سوٹ کیس ملا۔ جس پر "محمد حسین احمدی والنٹیر احمدیہ کور" لکھا ہوا ہے۔ چونکہ محمد حسین صاحب کا پتہ نہیں کہ وہ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ اس لئے بذریعہ اخبار الفضل اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنا سوٹ کیس عبد الرحیم صاحب شبلی بی کام ایڈیٹر خیام و عالمگیر سید مٹھا بازار لاہور سے حاصل کریں۔ پریذیڈنٹ یعنی جماعت کی تصدیقی چٹھی لا کر سوٹ کیس کا پتہ نشان بتا کر اپنا سوٹ کیس لے لیں۔ اور سوٹ کیس مل جانے پر نظارت ہذا کو اطلاع دیں۔

ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان

چودہری علی احمد صاحب ساکن بھینی بانگر کے متعلق اعلان

چودہری علی احمد صاحب ساکن بھینی بانگر کے خلاف اور نظامت جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں دارالقضاء نے ۲۴ روپے کی ایک ڈگری بابت ٹھیکہ زمین ۱۹۳۹ء میں دی گئی تھی۔ جس کی وصولی کے لئے ہر چند کوشش کی گئی۔ مگر باوجود متعدد وعدوں کے انہوں نے ادائیگی نہ کی۔ علی احمد صاحب کو ذی اثر اصحاب کے ذریعہ سمجھایا بھی گیا۔ مگر پھر بھی کامیابی نہ ہوئی۔ اب اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر اس اعلان کی اشاعت کے ایک ہفتہ کے اندر چودہری علی احمد صاحب نے زر ڈگری ادا نہ کیا۔ تو اخراج از جماعت اور مقاطعہ کی سفارش حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے حضور پیش کر دی جائے گی۔ اور ڈگری دار کو سرکاری عدالت میں دعوےٰ کرنے کی اجازت بھی دی جائے گی۔

انچارج شعبہ تنفیذ نظارت امور عامہ

54

وصیتیں

نوٹ: وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کردے۔ سکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

نمبر ۵۷۶۷ منکہ چوہدری نصر اللہ خان ولد چوہدری غلام سرور صاحب قوم جٹ باجوہ عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن چک $\frac{55}{20}$ ڈاکخانہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{12}{44}$ ۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں۔ البتہ پانچ روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تا حیات اپنی آمدنی کا $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد نصر اللہ خان ولد چوہدری غلام سرور بقلم خود گواہ شد شاہ نواز ایڈووکیٹ سیالکوٹ گواہ شد غلام سرور نمبردار چک $\frac{55}{20}$

نمبر ۵۷۶۸ منکہ غلام مصطفےٰ ولد چوہدری جلال خان صاحب مرحوم قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن موضع چک چہور $\frac{117}{}$ ڈاک خانہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ فتح $\frac{19}{1319}$ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ (۱) اراضی موازی ساڑھے تین ایکڑ واقع موضع چہور $\frac{117}{}$ (۲) اراضی ایک ایکڑ واقع موضع جہور ضلع سیالکوٹ قیمتی اندازاً مبلغ سات سو روپیہ۔ میں اس جائداد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس کے علاوہ ماہوار آمد مبلغ پچیس روپے ہے۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی بھی بشرح صدر وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ العبد غلام مصطفےٰ بقلم خود گواہ شد ڈاکٹر احمد الدین نصرت آباد ڈاک خانہ فضل بھمرو سندھ۔ گواہ شد چوہدری نواب خان نصرت آباد سندھ نشان انگوٹھا۔

نمبر ۵۷۷۰ منکہ سنجیدہ بیگم بنت سید حافظ عبد الحمید صاحب مرحوم قوم سید عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن کمرشیل ہوس منصوری ضلع ڈیرہ دون صوبہ یو۔ پی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{12}{44}$ ۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کیوقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت وصیت کردہ حصہ میں سے منہا کردی جائے گی۔ میری موجود جائیداد جس کی آمد پر میرا گزارہ ہے۔ اسکی موجودہ قیمت قریباً چار ہزار روپیہ ہے۔ اور یہ جائیداد مجھے اپنے والد صاحب مرحوم کی طرف سے ورثہ کے طور پر ملی ہے۔ اور اسوقت میرے دوسرے بہن بھائیوں اور والدہ صاحبہ کے حصوں کے ساتھ شامل ہے۔ اور یہ سب جائداد غیر منقولہ منصوری میں واقع ہے۔ اور منصوری میونسپل بورڈ میں ورثاء سید عبد الحمید صاحب مرحوم کے نام پر درج ہے۔ العبدہ موصیہ سنجیدہ بیگم گواہ شد سید عبد الحی کمرشل ہوس منصوری حال وارد قادیان گواہ شد مرزا شریف احمد

نمبر ۵۷۷۱ منکہ حشمت بی بی بیوہ عبد اللہ قوم راجپوت بھٹی پیشہ ترکھان عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت یکم جون ۱۹۲۵ء ساکن لودی ننگل ڈاکخانہ فتحگڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{1}{44}$ ۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا ایک مکان واقعہ سکنہ لودی ننگل تحصیل بٹالہ میں ہے۔ جو خام ہے۔ اور ایک کوٹھری ایک والان آگے برآمدہ اور صحن سفید قیمتی مبلغ ڈیڑھ صد روپیہ کا ہے اور ایک ہس چاندی کا وزنی ۳۲ تولہ قیمتی مبلغ اٹھارہ روپے اور برتن و پارچات وغیرہ مبلغ ۳۲ بتیس روپے کے ہیں۔ کل میری جائداد دو سو روپیہ کی ہے۔ جس کی وصیت میں آٹھواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی آمدنی نہیں ہے۔ میرا گزارہ اس وقت اپنے لڑکے کے ساتھ رہتی ہوں۔ میری وفات کے وقت اس جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد اگر ثابت ہو۔ تو اس حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم یا جائداد بعد وصیت ادا کر کے رسید خزانہ حاصل کرلوں تو یہ رقم وصیت سے منہا سمجھی جائے گی۔ العبدہ حشمت بی بی بیوہ عبد اللہ راجپوت سکنہ لودی ننگل نشان انگوٹھا۔ گواہ شد مولوی کرم دین پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ لودی ننگل گواہ شد میاں علم دین سکرٹری جماعت احمدیہ لودی ننگل

نمبر ۵۷۷۲ منکہ محمد بخش ولد چوہدری فتح دین صاحب قوم سندھو جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن جبوکی ڈاک خانہ جھبورانوالی ضلع گجرات صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{12}{44}$ ۲۷ حسب ذیل کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد کوئی نہیں۔ میرا گزارہ اپنی کاشتکاری پر ہے جو کہ تقریباً ایک سو روپیہ سالانہ ہے۔ اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ بقلم خود حکیم احمد دین محلہ دار السعۃ العبد نشان انگوٹھا محمد بخش گواہ شد حاکم دین بقلم خود از جبوکی۔ گواہ شد نواب علی ولد کرم رنگریز سکنہ جبوکی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لاہور ۱۴ جنوری غیر منقولہ شہری جائیداد پر ٹیکس کا جو بل پنجاب اسمبلی نے پاس کیا تھا۔ اسے آج گورنر پنجاب نے منظور کر لیا ہے۔ اس کے رو سے فی الحال پنجاب کے ۲۷ شہروں کی جائیدادوں اور زمینوں پر سالانہ آمد کے ۲۰ فیصدی کے مطابق ٹیکس لگایا جائے گا۔ گورنمنٹ کو یہ بھی حق حاصل ہوگا۔ کہ جنگ کے خاتمہ تک ان علاقوں کی جائیدادوں اور زمینوں وغیرہ پر ایک سرچارج وصول کر سکے۔ جو سالانہ آمد کے پچاس فیصدی سے زیادہ نہ ہوگا۔

ٹوکیو ۱۴ جنوری۔ آج جاپان کے وزیر اعظم نے ایک تقریر میں کہا۔ کہ اس وقت امریکہ نے جو رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ یعنی برطانیہ اور سپین کی امداد۔ اس سے عالمگیر جنگ چھڑ جانے کا قوی امکان ہے۔

لنڈن ۱۴ جنوری۔ ایک نازی اخبار نے لکھا ہے۔ کہ سویڈن کے اخبار جرمنی پر برطانوی طیاروں کے حملوں کی خبریں ایسے انداز میں شائع کر رہے ہیں۔ کہ جس کی موجودگی میں سویڈن کی غیر جانبداری قائم نہیں رہ سکتی۔ اور جرمنی کو حق ہوگا۔ کہ اس سے انتقام کے لئے مناسب کارروائی کرے۔

پریاگ ۱۴ جنوری۔ گڑھوال کے ایک قصبہ سے ہریجنوں کی ایک بارات نل مندر جا رہی تھی۔ کہ اعلیٰ ہندوؤں نے اسے شہر سے باہر ہفتہ بھر روکے رکھا۔ بلکہ پالکی اور بارات کا نشان چھین کر اسے آگ لگا دی اکیس ہندوؤں کا عدالت میں چالان کر دیا گیا ہے۔

لنڈن ۱۴ جنوری۔ روم ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ افریقہ کی اطالوی سلطنت عملی طور پر اٹلی سے کٹ گئی ہے۔ اور مشرقی افریقہ کے اطالوی مقبوضات سے ذرائع رسل و رسائل بالکل منقطع ہو چکے ہیں۔ صرف ہوائی جہاز سے ہی آمد و رفت ہو سکتی ہے۔

لاہور ۱۴ جنوری۔ پنجاب اسمبلی کا اجلاس ۲۰ جنوری کو شروع ہوگا۔ اس میں ایک غیر سرکاری بل پیش ہوگا۔ کہ چونکہ دیوانی مقدمات کم ہو گئے ہیں اسلئے ۲۵ سال کی ملازمت والے تمام سب ججوں کو جبراً ریٹائر کر دیا جائے۔

دہلی ۱۴ جنوری۔ مرکزی اسمبلی کے یورپین گروپ کی طرف سے ایک بل پیش کرنیکا نوٹس دیا گیا ہے۔ کہ صوبائی حکومتوں کے تجارت یا پیشوں پر ٹیکس لگانے کے اختیارات محدود کر دیئے جائیں۔ اور وہ پچاس روپیہ سالانہ سے زیادہ ٹیکس نہ لگا سکیں۔

دہلی ۱۵ جنوری۔ آج کا دن سر سکندر حیات خان صاحب نے آرمی ہیڈ کوارٹرز کے افسروں کے ساتھ گذارا۔ اور لیبیا۔ سوڈان اور صحرا میں ہندوستانی سپاہیوں کے حالات سنائے آپ نے کہا۔ ہندوستان کے سپاہیوں نے جو کام کیا ہے۔ وہ بہت قابل تعریف ہے۔ میں نے مصر اور سوڈان میں دیکھا۔ کہ ان سپاہیوں کی صحت بہت اچھی ہے اور حوصلے بڑھے ہوئے ہیں۔ دوسرے ملکوں کے سپاہی ان کی بہت عزت کرتے ہیں۔ اور اطالوی سپاہی تو ان کے نام سے ڈرتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوا۔ کہ جہاں ہندوستانی سپاہیوں نے اللہ اکبر یا ست سری اکال کے نعرے لگاتے ہوئے حملہ کیا۔ تو اطالویوں نے فوراً ہتھیار ڈال دیئے آپ نے کہا۔ کہ قاہرہ کے ہسپتال میں میں نے زخمی سپاہیوں کو دیکھا۔ اور امید ظاہر کی۔ کہ وہ تندرست ہو کر آرام کے لئے جلد ہندوستان آ جائیں گے۔ مگر انہوں نے کہا نہیں ہم اپنے دستوں میں شامل ہو کر دشمن کو شکست دیں گے۔ واپس نہیں جائیں گے۔ پہلے خیال تھا۔ کہ وہ شاید جھپٹ کر حملہ کرنے والے طیاروں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ مگر جب ایک راجپوت حوالدار نے بندوق کی گولی سے طیارہ گرا لیا۔ تو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ اس مقابلہ کی بھی اہلیت رکھتے ہیں۔ ہمارے ٹینک بہت اچھے تھے۔ اس لئے ہمارے آدمیوں کا بہت کم نقصان ہوا۔ یعنی قریباً ایک ہزار ہلاک یا زخمی ہوئے۔ ہندوستان کے صرف ۴۰ سپاہی ہلاک اور ۸۷ مجروح ہوئے

لنڈن ۱۵ جنوری۔ موسم کی خرابی کی وجہ سے انگریزی ہوائی جہازوں نے کل دشمن کے علاقہ پر کوئی حملہ نہیں کیا۔ نازی طیاروں نے بھی انگلستان پر حملہ نہیں کیا

نیویارک ۱۵ جنوری۔ ڈبلن سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ سول آبادی پر وحشیانہ بمباری کے خلاف ہز ہولی نس پوپ ایک اہم بیان جاری کرنے والے ہیں۔

برلن ۱۵ جنوری۔ یہاں سے اعلان کیا گیا ہے کہ لیتھونیا سے ۵۴ ہزار۔ اور اسٹونیا و لیٹویا سے ۱۲ ہزار جرمن جرمنی آ رہے ہیں اس طرح کل جرمنوں کی تعداد جو غیر ملکوں سے واپس جرمن آ گئے ہیں۔ پانچ لاکھ ہو جائے گی۔

رنگون ۱۵ جنوری۔ برما گورنمنٹ کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ چین کو جو برمی مشن بھیجا جا رہا ہے۔ وہ چنکنگ روانہ ہو گیا ہے

لنڈن ۱۵ جنوری۔ امریکہ میں برطانیہ کے لئے ایک نیا بمبار ہوائی جہاز تیار ہوا ہے۔ جس کی رفتار غیر معمولی طور پر تیز ہے اس نے بحر اطلانٹک کو اتنی تھوڑی دیر میں عبور کیا ہے۔ کہ سابقہ ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ جو نیا ریکارڈ اس بمبار نے قائم کیا ہے اس کو تو ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اتنی بات بتائی جاتی ہے۔ کہ ہوا باز نے صبح کا ناشتہ شمالی امریکہ میں کیا۔ اور شام کی چائے برطانیہ میں آ کر پی۔

لنڈن ۱۵ جنوری۔ ہوائی وزارت کے ایک تازہ اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ انگریزی جہازوں نے آج دو جرمن اڈوں۔ اور ناروے کے فوجی مقامات پر زناٹے کے حملے کئے۔ اگرچہ موسم خراب تھا۔ مگر حملہ بہت کامیاب رہا۔ ایک انگریزی جہاز نے دشمن کے ایک اہم ریلوے پل کو بموں کا نشانہ بنایا۔ اس حملہ کے بعد تمام جہاز سلامتی کے ساتھ اپنے اڈوں پر واپس آ گئے

لنڈن ۱۵ جنوری۔ تین دن سے برطانیہ پر دن کے وقت کوئی حملہ نہیں ہوا تھا۔ مگر آج صبح نازی جہازوں نے پھر کچھ سرگرمی دکھائی۔ ایک جرمن جہاز نے شمالی انگلستان کے ایک شہر پر مشین گنوں سے گولیاں برسائیں۔ مگر جب توپوں نے اس پر گولے برسائے تو وہ بھاگ نکلا۔

لنڈن ۱۵ جنوری۔ جرمن ریڈیو نے کہا ہے۔ کہ جہازوں کی تیاری کے لئے اب برطانیہ کے پاس کافی ایلومینیم نہیں رہا حالانکہ لڑائی کے شروع میں برطانیہ نے جو ایلومینیم اکٹھا کیا تھا۔ اس میں سے ابھی تک نصف خرچ ہوا ہے۔ پانچ سو ٹن ایلومینیم جس سے پانچ سو جہاز تیار ہو سکتے ہیں۔ حال ہی میں ہوائی وزارت کو دیا گیا ہے۔ اسی طرح کنیڈا جتنا ایلومینیم باہر بھیج سکتا ہے۔ [illegible] کے ایک معاہدہ کے مطابق اس کا کثیر حصہ وہ برطانیہ میں بھیجے گا۔ اس کے علاوہ نوآبادیات میں بھی برطانیہ کے پاس ایلومینیم کے کافی ذخائر موجود ہیں۔

لنڈن ۱۵ جنوری۔ لیبیا میں بڑے زور سے برف کے طوفان آ رہے ہیں۔ مگر انگریزی فوجیں طبرق کو سر کرنے کے لئے اسی مستعدی سے سرگرم عمل ہیں جس سے وہ پہلے کام کر رہی تھیں۔ وہ روزانہ اطالوی مقامات میں گھس جاتی ہیں۔ اور حالات معلوم کرنے کے علاوہ کئی اطالوی بھی قید کر کے لے آتی ہیں۔

لنڈن ۱۵ جنوری مغربی صحرا میں تھوڑے سے عرصہ میں اتنے اطالوی ہلاک اور قید ہوئے ہیں۔ کہ گذشتہ جنگ عظیم کے کئی سالوں میں برطانیہ کے اتنے آدمی فلسطین کی جنگ میں قید یا ہلاک نہیں ہوئے تھے۔ اسوقت تک ۸۰ ہزار اطالوی پکڑے جا چکے ہیں اور جو میدان میں کھیت رہے وہ الگ ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ۱۹۱۷ء سے لے کر ۱۸ء تک برطانیہ کے ۵۴ ہزار آدمی ہلاک ہو گئے اور جو قیدی ہوئے ان کی تعداد ۲۲ ہزار تھی۔

لاہور ۱۵ جنوری۔ سر سکندر حیات خان وزیر اعظم پنجاب نے آج ایک بیان میں کہا۔ کہ ہندوستانیوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے سیاسی اور فرقہ وارانہ جھگڑوں کو جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لئے اسی طرح بھلا دیں۔ جس طرح ہندوستانی سپاہی ہندوستان سے باہر اپنی تمام طاقت صرف لڑائی کے جیتنے کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کی گتھی آپ ہی سلجھ جائے گی۔ سر سکندر حیات نے اپنے سفر کے حالات بتاتے ہوئے اطالویوں کے دھوکا اور فریب کی بھی بعض مثالیں سنائیں۔ انہوں نے بتایا کہ کئی دفعہ ایسا ہوا۔ کہ اطالوی سپاہی ہتھیار پھینک دیتے۔ مگر جب ہمارے افسر آگے بڑھ کر انہیں گرفتار کرنا چاہتے تو وہ ان پر چھوٹے چھوٹے دستی بم پھینک دیتے۔ لیکن یہ طریق ان کو بہت مہنگا پڑا۔ اور انگریزی اور ہندوستانی فوجوں سے ان کو شکست [illegible]

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا — ایڈیٹر غلام نبی